مشرف اُللہ

مذہبی پیشوائیت کی کلینڈر کے معاملے میں گمراہی کی بڑی دلیل

1) نبی کریم کی پیدائش 571ء عیسوی ہے (مذہبی پیشوائیت سے سوال یہ ہے کہ قمری سن کونسا تھا)۔

2) نبی کریم کو نبوت ملی 610ء عیسوی میں (مذہبی پیشوائیت سے سوال یہ ہے کہ قمری سن کونسا تھا)۔

3) نبی کریم نے ہجرت فرمائی 622ء عیسوی میں (مذہبی پیشوائیت سے سوال یہ ہے کہ قمری سن کونسا تھا)۔

4) نبی کریم نے وفات پائی 633ء عیسوی میں (مذہبی پیشوائیت سے سوال یہ ہے کہ قمری سن کونسا تھا)۔

موجودہ سن عیسوی 2014ء ہے اور سن ہجری 622 عیسوی میں نافذ کیا گیا تھا لہذا ہم 2014ء میں سے 622 منہا کریں گے تو 1392 باقی بچیں گے لہذا معلوم ہوا کہ جب سے نبی کریم نے ہجرت فرمائی اُس وقت سے اب تک اِس زمین نے 1392 مرتبہ گردش پوری کی اور 1392 مرتبہ کا موسم (سردی) آیا یعنی 1392 مرتبہ گرمی، 1392 مرتبہ برسات، 1392 مرتبہ بہار کا موسم، 1392 مرتبہ خزاں کا موسم آیا ہے، اِس کے علاوہ 1392 مرتبہ گندم، چاول، دالیں، اور کپاس اور 1392 مرتبہ کھجور، انگور، آم، سیب، ناشپاتی، موسمی اور آلو چہ آئے، اس بات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پیارے نبی نے اپنی پوری زندگی میں کبھی قمری کلینڈر سے کوئی کام سرانجام نہیں دیئے اور نہ ہی صحابہ کرامؓ نے کسی بھی قمری کلینڈر کو نافذ نہیں کیا کیونکہ اگر نبی اکرم کے یا صحابہ کرامؓ کے زمانے میں قمری کلینڈر چل رہا ہوتا تو اُن کی تاریخ پیدائش کے وقت کی بھی کوئی قمری تاریخ ہوتی مگر ایسا کسی بھی تاریخ میں یا کسی بھی زمانے میں دو سن کے نافذ ہونے کی دلیل ہمیں نہیں ملتی ہے۔

اب قمری سن کی جو موجودہ سن ہجری قمری 1435 ہے اس کے بارے میں بات کرتے ہیں، موجودہ قمری سن ایک بے لگام کلینڈر رہے، کیونکہ نہ تو اس سے موسم آتے ہیں اور نہ ہی اس کی تاریخوں سے کوئی زراعی فصل اُگائی جاتی ہے بلکہ قمر تو خود نظام شمسی کا سیارہ ہے وہ خود سورج کی روشنی سے چمکتا ہے اور ویسے بھی قمر (چاند) لیل کی دلیل ہے نہ کہ نہار کی، نہار کی دلیل شمس (سورج) ہے۔ بہر حال یہ سب جانتے ہیں کہ قمر کے کل ایام 28 ہوتے ہیں 14 راتیں عروج کی اور 14 راتیں زوال کی ہیں لہذا گمراہی کی بات یہ ہے کہ موجودہ سن قمری 1435 ہے جو کہ مذہبی پیشوائیت کا سن ہے اور 1392 قدرتی ہے جو کہ قدرتی موسموں اور قدرتی فصلوں کے مطابق ہے اور یہ سب عوامل ہماری زمین کی گردش سے منسلک ہیں لہذا 1435 میں سے اگر 1392 منہا کرتے ہیں تو 43 سال کا فرق آتا ہے لہذا معلوم ہو نبی کریم اور صحابہ کرام کی ہجرت کے سال سے اب تک مذہبی پیشوائیت نے اپنے آپ کو گمراہ کرتے ہوئے اربوں کھربوں سادہ لوح مسلمانوں کو بھی گمراہ کیا اور سب مسلمانوں سے نبی کریم اور صحابہ کرام کی ہجرت سے اب تک 43 رمضان المبارک کے روزے زیادہ رکھوالئے، 43 حج کروالئے 43 اور کروڑوں یا اس سے بھی زیادہ جانوروں کا خون ناحق بہایا گیا اور نہ جانے کب تک یہ لوگ اللہ اور اُس کے رُسول کی نافرمانی کرتے اور کرواتے رہیں گے، کیونکہ رمضان ایک موسم کا نام ہے، چاند کا نام نہیں کیونکہ رمضان کے مہینے میں جو چاند نظر آئے گا وہ رمضان کا چاند کہلائے گا، چاند دیکھ کر رمضان نہیں آتا، اور نہ ہی چاند دیکھ کر رمضان کا تعین کیا جاتا ہے اگر ایسا ہے تو یہ مذہبی پیشوائیت ہے اور اگر رمضان کے مہینے میں چاند نظر آئے تو اس چاند کو رمضان سے منسوب کیا جائے یہی تو "دینِ اِسلام" ہے۔

تحریر، تحقیق، مشرف اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیلنڈر کا حکم قرآن کی روشنی میں

القرآن (17/12)

﴿ ہم نے رات اور دن کو اپنی نشانیاں بنائی ہیں، رات کی نشانی یہ ہے کہ وہ بالکل تاریک ہوتی ہے اور دن کو کھلا اجالا، تا کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور سالوں برسوں کا حساب جان سکو ﴾

دن	=	قدرتی دن	=	صبح صادق سے لیکر شفق کے غائب ہونے تک
رات	=	قدرتی رات	=	شفق کے غائب ہونے سے لیکر صبح صادق ہونے تک
دن	=	پیمائشی دن	=	طلوع سحر سے لیکر غروب سورج تک
رات	=	پیمائشی رات	=	سورج غروب سے لیکر طلوع سحر تک
روز	=	قدرتی روز	=	ایک شفق کے غائب ہونے سے لیکر دوسرے شفق کے غائب ہونے تک
روز	=	پیمائشی روز	=	ایک سورج غروب سے لیکر دوسرے سورج غروب تک

دن اور رات کے وقت کی تقسیم

زمانہ قدیم میں	=	رات کے تین پہر	=دن کے تین پہر = ہر پہر تقریباً 4 گھنٹے کے مساوی تھا۔
زمانہ جدید میں	=	رات کے چار پہر	=دن کے چار پہر = ہر پہر تقریباً 3 گھنٹے کے مساوی تھا۔

مثلاً صبح صادق سے صبح 9 بجے تک پہلا پہر، صبح 9 بجے سے لیکر 12 بجے تک دوسرا پہر، دوپہر 12 بجے سے لیکر 3 بجے تک تیسرا پہر اور 3 بجے سے لیکر مغرب تک چوتھا پہر ہوتا ہے۔ اسی طرح سے رات کے پہروں کی تقسیم ہوتی ہے یعنی سورج غروب سے رات 9 بجے تک رات کا پہلا پہر، رات کے 9 بجے سے لیکر رات 12 بجے تک دوسرا پہر، رات 12 بجے سے لیکر 3 بجے تک تیسرا پہر اور رات 3 بجے سے لیکر طلوع سحر تک چوتھا پہر۔

زمانہ قدیم میں = زمین کا قدرتی سال 365 روز کا ہوتا تھا

زمانہ جدید میں =زمین کا قدرتی سال 365 روز، 5 گھنٹہ، 48 منٹ، 46 سیکنڈ ہوتا ہے۔ اضافی وقت 5 گھنٹہ، 48 منٹ اور 46 سیکنڈ ہوتا ہے۔

اس اضافی وقت کو چار سال تک جمع کرتے ہیں تو یہ وقت 23 گھنٹہ، 15 منٹ اور 4 سیکنڈ ہوتے ہیں لہذا ہر چوتھا سال اس اضافی وقت کی وجہ سے 366 روز کا کر دیا جاتا ہے تا کہ زمین کے باشندے اپنے مرتب کردہ کیلنڈر کو زمین پر آنے والے موسموں اور درختوں پر آنے والی فصلوں کی فطرت کے عین مطابق ہم آہنگ کرلیں۔ یاد رہے کہ اضافی وقت کے پورا ایک روز ہونے میں ابھی بھی 44 منٹ اور 56 سیکنڈ کم ہیں لہذا قدرتی موسموں اور فصلوں کے ساتھ مروجہ کیلنڈر کی ہم آہنگی پوری طرح نہیں ہوتی۔ اس لئے اس مروجہ کلینڈر کو زمین کے موسموں اور درختوں کے مطابق کرنے کے لئے اس 44 منٹ اور 56 سیکنڈ کو پورے 24 گھنٹہ ہونے تک اسی طرح جمع کرنا ہوگا جس طرح سے چار سال تک ہم اس اضافی وقت کو ہم جمع کر کے ہر چوتھے سال کا فروری 29 روز کا کرتے ہیں لہذا 44 منٹ 56 سیکنڈ کو 32 درجوں پر ضرب دینے سے 23 گھنٹہ، 57 منٹ اور 52 سیکنڈ بنتے ہیں اور یہ 32 درجہ 128 سال پر محیط ہوتے ہیں لہذا ہر 128 ویں سال کا فروری 29 کے بجائے 30 روز کا ہونا ہوگا یاد رہے کہ اس میں بھی 2 منٹ 8 سیکنڈ کے فرق کو دور کرنے کیلئے 88 ہزار 16 ویں سال کا فروری 31 روز کا کیا جائے جب کہ مروجہ کلینڈر کی ہم آہنگی زمین کے موسموں اور درختوں کی فصلوں کے ساتھ ہوگی لیکن ظاہر

جاری ہے صفحہ نمبر --- 2 پر

ہے کہ اتنے لمبے عرصہ تک نہ تو کوئی انسان زندہ رہتا ہے اور نہ ہی حکومتیں قائم رہتی ہیں مگر دنیا ضرور قائم رہسکتی ہے اسلئے موجودہ اور ہر آنے والے زمانے کے لوگوں سے گزارش ہے کہ کہ وہ ہر چوتھے سال کا فروری 29 روز کا اور ہر 128 ویں سال کا فروری 30 روز کا ضرور کریں کیونکہ ایسا کرنے سے آپ لوگ اللہ پاک کی بغیر حساب نعمتیں، برکتیں، رحمتیں، رزق اور فضل حاصل کرسکیں گے کیونکہ جب موسموں اور فصلوں کا ہم خیال رکھ کر ایماندارانہ پالیسی بنائیں گے تو اور محنت سے اس پر عمل کریں گے تو یقیناً اللہ پاک ہم سے خوش ہونگے اور یہ سارے ثمر ہمیں ملیں گے اللہ پاک ہم سب کو محنت اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) اور اگر ہر چوتھے سال کا فروری 29 روز کا نہ کیا گیا تو 100 سال بعد کلینڈر میں 25 روز کا اضافہ ہو جائے گا اور پھر جنوری دسمبر میں آرہا ہوگا اور دسمبر نومبر میں آرہا ہوگا اور دوسری صدی میں 50 روز کا فرق ہو جائے گا پھر دنیا کے لوگ نومبر کو جنوری کا مہینہ کہہ رہے ہونگے اور جنوری کے مہینہ کو مارچ کا مہینہ کہہ رہے ہونگے کیونکہ لوگ کلینڈر کے قدرتی نظام کو چھوڑ دیں تو وہ گمراہ ہو جائیں گے اور اللہ پاک کی ہدایت کے بعد جو گمراہ ہو وہی ظالم ہے اور ظالموں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اللہ پاک ہمیں اپنی پناہ میں رکھے (آمین)۔ یہ تاریخ بھی یاد رہے کہ مسلمان سائنس دان عمر خیام جو ماہر فلکیات تھے انھوں نے بھی اپنی رصدگاہ میں رسرچ کر کے جو سال تشکیل دیا تھا وہ 365 روز، 5 گھنٹہ اور 26 منٹ تھا اس جدید تحقیق کا سہرا بھی اگر دیکھا جائے تو وہ بھی عمر خیام کو جاتا ہے اس لئے کہ اس زمانہ میں جبکہ کوئی جدید آلات بھی نہیں تھے اس وقت اس ماہر فلکیات نے حقیقت کے بلکل قریب سال کا پیریڈ بتایا تھا کیونکہ 5 گھنٹہ 48 منٹ اور 46 سیکنڈ میں اور 5 گھنٹہ، 26 منٹ میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے مگر جذبہ تحقیق کو جاری رکھنے کی یہ کوشش انتہائی قابل تعریف ہے جو کہ عمر خیام سے ورثہ کے بعد کے محققوں کو ملی ہے۔

القرآن (9/37-36)

﴿ مہینوں کی گنتی اللہ کے پاس کتاب میں بارہ ہی ہے اور اس روز سے ہے جب سے زمین اور آسمان کو بنایا تھا اور ان میں چار مہینے حرم کے ہیں یہی وہ سسٹم ہے جو قائم رہے گا تو تم اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور تم سب ملکر مشرکوں سے لڑو جیسے وہ تم سب سے لڑتے ہیں جان رکھو کہ اللہ متقین کے ساتھ ہے سسٹم کو بھولنا کفر میں زیادتی ہے اور اس سے کافروں کو گمراہی میں ڈالا جاتا ہے کیونکہ وہ کسی سال حرام مہینے کو حلال کرتے ہیں اور کسی سال حلال مہینے کو حرام کرتے ہیں۔ تاکہ اپنا مقصد بھی حاصل کرلیں اور سال کے 12 مہینوں کی گنتی بھی پوری کرلیں جو مہینہ اللہ نے حرام کیا ہے اسے حلال کرلیں ان کے اپنے برے اعمال انھیں اچھے لگتے ہیں۔ اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا ﴾

(مہینہ یا شہر)

سال کے 365 روز کو 12 حصوں میں تقسیم کرنے پر حاصل شدہ ایک حصہ کو مہینہ یا شہر کہتے ہیں۔ سال کے 365 روز کو 12 حصوں میں تقسیم کرنے کیلئے زمین پر اثر انداز ہونے والے موسموں کا خیال رکھا جاتا ہے جو کہ آسمان پر سیاروں اور ستاروں کے ذریعہ سے زمین پر وارد ہوتے ہیں اور اس کام کو ماہر فلکیات کرتے ہیں ماہر فلکیات نے اس زمین پر ہر سال میں جو بڑے موسم آتے ہیں انکی تعداد چار عدد متعین کی ہے۔ 1) بہار 2) گرمی 3) خزاں 4) سردی۔ دنیا کی ساری قوموں میں یہی چار بڑے موسم ہیں۔ اور اسی ترتیب سے متعین آج بھی ہیں اور زمانہ قدیم میں بھی تھے لیکن آج کے زمانہ میں ماہ سال کا تعین کرنا جتنا آسان ہے اس سے پہلے کبھی تھا ہی نہیں اور وہ آسان طریقہ ہے سورج کے طلوع اور غروب کا وقت موجودہ زمانہ میں صحیح وقت کا تعین کرنے اور وقت کی پیائش کے بہترین آلات اور گھڑیاں ایجاد ہو چکی ہیں بس اگر ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کلینڈر کی صحیح صحت کی تشکیل کیلئے کون کون سے زراء استعمال کرنے چاہیئے اور کلینڈر کا صحیح ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ پیدا ہونے سے لیکر مرنے تک کی تاریخ ہی کا زمانہ انسان کا اپنا ہے اور روز قیامت اسی وقت تک کا حساب دینا ہے کہ اس نے اپنی پوری عمر میں جو عمر اسے دنیا میں گزارنے کیلئے دی گئی تھی۔ دوسرے یہ کہ خود انسان کو اپنی

جاری ہے صفحہ نمبر--- 3 پر

زندگی میں تاریخ لکھنے اور کام کرنے کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ کائنات اور کائنات کی ہر خلق اور ہر مخلوق ایک وقت کی قید میں ہیں خواہ وہ کائنات کا ایک ذرّہ ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ آواز اور وقت کسی کی قید میں نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کیونکہ اللہ پاک نے ہی پوری کائنات بنائی ہے اور آواز اور وقت کا خالق بھی اللہ ہی ہے۔

ہفتہ ۔۔۔ یا ۔۔۔ یوم سبت

۷ روز کے مجمعہ کو ہفتہ کہتے ہیں جیسے کہ لفظ ہفتہ جو کہ فارسی زبان کے لفظ ہفتم سے مشتق ہے۔ اور یہ عدد کے حساب سے ۷ کے ہندسہ کی ترجمانی کرتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس روز کو فارسی زبان میں ہفتہ کے علاوہ ہفت شنبہ بھی کہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ پورے فارس میں اور اس سے متصل بعض علاقوں اور قوموں میں آج بھی دنوں کو گنتی کے شمار پر بولا جاتا ہے مثال کے طور پر ایک شنبہ، دوشنبہ، سہ شنبہ، چشنبہ یا چہار شنبہ، پنجشنبہ، شش شنبہ، ہفت شنبہ۔ یہ یاد رہے کہ قرآن کے آنے کے بعد شش شنبہ کو یوم جمعہ کہا جانے لگا سو آج تک فارسی اور عربی زبان میں چھٹے روز کو یوم جمعہ ہی کہتے ہیں اور قرآن کے نزول سے پہلے عربی زبان میں بھی یوم جمعہ کو عددی شمار پر یوم ستہ کہا جاتا تھا لیکن ساتویں روز کو قرآن کے نزول سے پہلے بھی یوم سبت کہا جاتا تھا اور آج بھی ساتویں روز کو یوم سبت ہی کہتے ہیں۔ دلیل کے طور پر، ۱۔ یوم احد، ۲۔ یوم ثنین ۳۔ یوم ثلاثہ ۴۔ یوم اربعہ ۵۔ یوم خمیس ۶۔ یوم ستہ ۷۔ یوم سبع یا یوم سبت۔ اس کے علاوہ دنیا کی اور قوموں میں بھی ہفتہ کے دنوں کو عددی شمار پر ہی بولا، لکھا، پڑھا اور سمجھا جاتا ہے البتہ ہفتہ کے بارے میں مذکورہ دلیلیں کافی ہیں۔ ماننے والوں اور غور و فکر کرنے والوں کے لئے، اور نہ ماننے والوں کے لئے تو دلیلوں کے دفتر کھول کر رکھ دو تو وہ پھر بھی نہیں مانیں گے۔ بہر حال یوم سبت کے معنی ہیں آرام کرنے کا روز۔ شاید یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہر قوم بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ شاید دنیا کا ہر شخص جو کوئی بھی کام کرتا ہے وہ ہفتہ میں ایک چھٹی کرنے کا قائل ہے اور لفظ سبت کے معنی ہی آرام کرنے کے ہیں اور اسکے علاوہ سال کے ۵۲ ہفتہ ایک دن بھی بولا جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ لوگ اسکو محاورۃً سمجھتے ہوں مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ سال کے 52 ہفتوں کی تشکیل اسلئے کی گئی تھی کہ زمانہ قدیم سے شرعی اور قانونی طور پر 50واں ہفتہ یعنی پورے سات روز ایام سبت کے طور پر منانے کا حکم تھا اور ہر وہ قوم یا ہر وہ شخص جو توراۃ پر عمل کرتا تھا یا کرتا ہے وہ یہ ہفتوں کی عید مناتا تھا اور اسکی حکومتی اور دینی سطح پر اسکی مسلّم حیثیت تھی لہذا آج بھی کئی ممالک میں شہر نوروز اور عید خیام کے نام سے یہ ایام منائے جاتے ہیں۔ شہر نوروز کے ایام عید ہمارے ملک میں بھی منائے جاتے ہیں مگر یہ ایام عید شہر نوروز کے نام سے نہیں بلکہ بسنت بہار کے نام سے اور عرب میں ایام صفر کے نام سے کیونکہ لفظ صفر اور بسنت معنی کے اعتبار سے ایک ہی موسم کے نام اور ایک ہی رنگ کے نام ہیں یعنی زرد موسم۔ عربی زبان میں صفر زرد رنگ کو کہتے ہیں اور ہندی زبان میں بھی بسنت زرد رنگ ہی کو کہتے ہیں اور عید خیام یعنی خیموں میں رہنے کی عید جو کہ توراۃ کے ماننے والے یعنی بنی اسرائیلی کیونکہ بنی اسرائیل کو اللہ نے حکم دیا تھا کہ وہ ہر سال تشریح کے مہینے کی 15 تاریخ سے 23 تاریخ تک کھلے میدانوں اور گھر کی چھتوں اور گھر کے آنگنوں میں خیمے گاڑ کر رہیں اور 24 تاریخ کر عید فطیر منائیں یعنی عید الفطر۔ اور یہ عید خیام مسلمان رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کے نام سے مناتے ہیں۔ مسجدوں میں چادروں کے خیمہ بنا کر اعتکاف میں بیٹھتے ہیں۔ بنی اسرائیلی مسلمانوں کے اللہ پاک نے یہ اعتکاف کی عید کا حکم سال بسال منانے کا اسلئے دیا تھا۔ تاکہ بنی اسرائیل مسلمان ہر سال اس بڑے واقعہ کی یاد تازہ کرتے رہیں جو سمندر کے دو ٹکرے کر کے بنی اسرائیلیوں کو اللہ پاک نے خشکی کا راستہ مہیا کیا اور بنی اسرائیلی مسلمان بحفاظت سمندر کے دوسری جانب پہنچ گئے اور انہوں نے وہاں پہنچ کر جب پیچھے مڑ کر دیکھا کہ فرعون بھی اپنے سب لشکروں کے ساتھ اسی خشکی کے راستہ انکا پیچھا کرتا ہوا آ رہا ہے اور جب فرعون اور اسکے سب لشکر سمندر کے بیچ میں پہنچے تو اللہ پاک نے سمندر کو حکم دیا کہ پانی آپس میں مل جائے اور سمندر کا پانی مل گیا اسطرح فرعونیوں کی اتنی بڑی تعداد کو ایک ہی وقت میں ہلاک ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور موسیٰ علیہ سلام کی کمان میں رہنے کا عہد کیا اور موسیٰ علیہ سلام کے ساتھ مل کر اللہ پاک کا شکر ادا کیا اور اللہ پاک کی حمد و ثنا کی پھر سب بنی اسرائیلیوں نے اپنے رہنے کیلئے اس بیابان میں خیمہ نسب کیئے اور اس میں رہے اور ٹھیک ایک ہفتہ تک رہے اسکے بعد آٹھویں روز اللہ پاک نے بنی اسرائیل کو وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ اور ہفتہ کی آخری رات میزان کی رات تھی یعنی دن اور رات کا وقت برابر تھا۔ اللہ پاک نے اس واقعہ کی یاد تازہ کرنے کیلئے موسیٰ علیہ سلام کو حکم دیا تھا کہ تم سب ہر سال کھلی جگہوں میں خیمہ گاڑ کر ان میں رہنا ایک ہفتہ تک اور اگر تمہارے بچے اس ایک ہفتہ کی عید کے بارے میں سوال کریں تو کہنا کہ یہ عید اس تاریخ سے اس تک ہم اس لئے مناتے ہیں کہ آج کے دن اللہ پاک نے جو سب قوتوں کو اپنے اشاروں پر چلانے کا اختیار رکھتا ہے اس نے سب بنی اسرائیلیوں کو مصر

جاری ہے صفحہ نمبر ۔۔۔4 پر

سے اپنی حفاظت اور نگرانی میں سمندر کو چیر کر خشکی کے راستے نکالا اور ہم سب بیابان میں ایک ہفتہ تک خیموں میں رہے اور سب نے اللہ پاک کا جلال اور اسکی رحمت ایک ساتھ دیکھی اور اللہ پاک نے ہم سب بنی اسرئیلیوں پر رحمت اور شفقت کی اور فرعونیوں پر اللہ پاک نے اپنا جلال اور غضب نازل کیا تھا اس لئے ہم سب یہ ایک ہفتہ کے اعتکاف کی عید مناتے ہیں کیونکہ یہ اللہ ربّ العٰلمین کا حکم ہے اور اسکے ساتھ ہی اللہ پاک نے یہ بھی تاکید کر کے کہا کہ تم سب کوچ کرنے والے دن سے سال کا آغاز کرو تا کہ تم تاریخ کو یاد رکھو اور گمراہ نہ ہو اور تم سب میرے حکموں پر دل اور جان سے عمل کر و تو میں تمہیں دنیا کی سب قوموں پر ترجیح دوں گا۔ میں تمہارا رب ہوں اور تم مجھ ہی سے تعلق رکھو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ یاد رہے کہ جس وقت موسوی سن ہجری شروع ہوا اس سے پہلے سن ابراہیمی کا 632 واں سن تھا اور موسوی سن ہجری داؤد علیہ سلام کی تاج پوشی پر رُک گیا پھر سن داؤدی چلتا رہا یہاں تک کہ جب عیسٰی علیہ سلام کی معجزانہ پیدائش ہوئی اور عیسٰی علیہ سلام کی پیدائش پر سن داؤدی 1010 تھا پھر 450 تھا تو سن عیسویں کا آغاز ہوا اور یہ سن آج تک چل رہا ہے ویسے تو اتر کے حساب سے تو اسے 610 میں منجمد ہونا چاہیے تھا کیونکہ 610 میں محمد ﷺ کو رسول بنایا گیا اور رسالت دی گئی لہٰذا تواتر کے حساب سے یہ سن محمدی چل رہا ہے جو کہ 1394 چل رہا ہے اگر نبی کریم کی ہجرت سے اس سن کو منجمد کر دیں تو اس وقت 1382 سن ہجری چل رہا ہے۔ یہ سارے فیگر میں نے کرسچن انسائیکلو پیڈیا سے لئے ہیں ہوسکتا ہے کہ اس میں کوئی کمی بیشی ہو جس کیلئے میں معزرت چاہتا ہوں لکھنا اس لئے ضروری ہے کہ الحمد اللہ ہم مسلمان ہیں اور ہم اللہ کے کسی رسول اور نبی میں فرق نہیں کرتے مگر مجھے بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ہاں کوئی اسلامی انسائیکلو پیڈیا کی کوئی بُک نہیں ہے کہ جس پہ فیگر لیے جاتے تا کہ ہم اپنے عظیم نبیوں اور رسولوں کے زمانہ سے واقف ہوئیں بہر حال میں پھر درخواست کرتا ہوں کہ اگر ہمارے کسی عالم کے پاس حضرت نوح علیہ سلام سے اور حضرت ابراہیم علیہ سلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک کے زمانوں کے فیگر سال اور صدیوں کی صورت میں تحریر ہوں تو زرہ کرم ادارہ علوم اسلامی کو ارسال کریں ہم مشکور ہونگے۔ اور وہی عداد شمار ہم صحیح مانے گے شکریہ۔

القرآن۔۔۔(10/5-8)

﴿ وہی ہے جس نے سورج کو اجالا بنایا اور چاند کو چمک دی اور انکی منزلیں مقرر کر دیں تا کہ تم ان سے سالوں کا شمار اور انکا حساب جان سکو۔ اللہ نے سب برحق ہی بنایا ہے وہ اپنی نشانیوں کو کھول کھول کر بیان کر رہا ہے ان لوگوں کیلئے جو علم رکھتے ہیں۔ رات اور دن کے الٹ پھیر میں اور ہر اس چیز میں جو اللہ پاک نے زمین اور آسمان میں بنائی ہیں۔ سب میں نشانیاں ہیں اس قوم کے لئے جو تقوا اختیار کرتی ہے۔ بلاشک جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پر راضی اور مطمئن ہو گئے ہیں وہی ہماری نشانیوں سے غفلت برتیں گے۔ انکا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ اور یہ انکی ان برائیوں کی پاداش میں ہوگا جنکا وہ اکتساب کرتے رہے ہیں ﴾

قرآن کریم کی مذکورہ آیات کی روشنی سے یہ بات صاف ظاہر ہو رہی ہے کہ نزول قرآن کے زمانہ میں جو کیلنڈر کا نظام تھا وہ حساب کے اعتبار سے ٹھیک نہیں تھا اس لئے اللہ پاک نے کیلنڈر کو صیح کرنے اور اسکا حساب مقرر کرنے کی ہدایت دی تا کہ مسلمان اللہ کی مرضی کے مطابق اپنے ماہ سال اور ہفتوں کا تعین کریں مگر اس بات کا یہ مقصد بلکل نہیں ہے کہ زمانہ قدیم میں کبھی کیلنڈر صیح نہیں رہا کیونکہ قرآن کریم میں اس بات کی بھی آگاہی ہے کہ جب سے زمین اور آسمان بنائے ہیں جبھی سے سال کے بارہ مہینے ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن کریم میں نوح علیہ سلام کی عمر مبارک بتائی کہ وہ اپنی قوم میں 950 سال رہے اور قرآن کریم ہی میں اصحاب کہف کے بارے میں ہے کہ وہ غار میں تین سو 9 سال رہے اور زمین کے ایک ہزار سال اور تمہارے رب کا ایک روز برابر ہے۔ اور عورت کو چاہیئے کہ وہ اپنے بچے کو 2 سال 6 مہینے اپنا دودھ پلائے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب قرآن کریم ہی کی آیت کے الفاظ ہیں اور یہ لکھنے کا مقصد یہ باور کرانا ہے کہ سال اور مہینے ہفتہ اور دنوں کی تاریخ کا نظام اللہ کے نزدیک بھی بہت اہم ہے اور انسانوں کے لئے بھی۔ اور مذکورہ آیات سے یہ صاف ظاہر ہے کہ زمانہ قدیم میں کیلنڈر کا نظام بالکل صیح تھا اور یہ نظام کیلنڈر آج بھی صیح ہے کیونکہ وہ ہی موسم ہیں سردی، بہار، خزاں اور گرمی آج بھی ہیں۔

جاری ہے صفحہ نمبر۔۔۔5 پر

موسم ہیں سردی، بہار، خزاں اور گرمی آج بھی ہیں۔اور یہ چاروں موسم اپنے اپنے وقت پر ہر سال میں ایک ہی مرتبہ آتے ہیں اور جس درخت میں سال کی ایک فصل ہے وہ اس زمانے میں بھی ایک ہی آتی ہے کیونکہ یہ اللہ پاک کا بنایا ہوا نظام ہے اور یہ دائمی نظام ہے جو قیامت تک جاری رہیگا۔ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ معلوم کیا جائے کہ قدرتی سال کونسا ہے۔اور اس سال اور مہینوں کے صحیح ہونے کی کیا دلیل ہوتی ہے؟ اور کیا دلیل ہونی چاہیئے۔ان سوالوں کا جواب قرآن کریم کی ہی آیات کے حوالوں سے لیتے ہیں۔

القرآن---(6/97-96)

﴿ وہی ہے جو پھاڑ کر صبح نکالتا ہے اور رات کو سکون دیتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو حساب کا ذریعہ بنایا ہے یہ اندازے بنانے والا زبردست اور علیم ہے۔وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تا کہ تم خشکی اور سمندر کی تاریکی میں سفر کے لئے ہدایت پاؤ۔ہم نے اپنی علامتیں کھول کھول کر بیان کی ہیں اس قوم کے لئے جو علم چاہتی ہے ﴾

القرآن---(6/99)

﴿ وہی تو ہے جو آسمان سے پانی برساتا ہے پھر ہم اس سے ہر طرح کی پیداوار نکالتے ہیں اور اسی سے ہری ہری کونپلیں نکالتے ہیں اور ان کونپلوں سے ایک دوسرے کیساتھ جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گابھے میں سے لٹکتے ہوئے گچھے نکالتے ہیں اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور جدا جدا بھی یہ چیزیں جب پھلتی ہیں تو ان کے پھلوں پر اور ان کے پکنے پر غور کی نظر سے دیکھو ان میں لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں (اللہ کی) علامتیں ہیں ﴾

القرآن---(13/4-3)

﴿ اور وہی ہے جس نے یہ زمین پھیلائی ہے اس میں پہاڑوں کے کھونٹے گاڑ رکھے ہیں اور دریا بھی اس میں بہائے ہیں۔اس نے ہی اس میں ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے پیدا کئے ہیں اور وہی دن پر رات طاری کرتا ہے۔ان ساری چیزوں میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر سے کام لیتے ہیں۔اور دیکھو زمین میں الگ الگ خطے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں۔ان میں انگور کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں۔کھجور کے درخت ہیں جن میں سے اکہرے بھی ہیں اور دوہرے بھی سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو کمتر۔ان سب چیزوں میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ ﴾

استدلال:

قرآن کریم کی ان آیات کی روشنی میں کیلنڈر کی تشکیل اور قدرتی سال کے ساتھ ہم آہنگی کے لئے استدلال کیا جائے اور ہدایت لی جائے تو کیلنڈر صحیح اور قدرتی فصلوں اور موسم کے مطابق ہو جائے اور ہم اللہ پاک کی مرضی کے عین مطابق زندگی بسر کر سکیں گے اور اللہ پاک نے جو اپنی عبادت کے سالانہ ایام رکھے ہیں مثلاً حج، رمضان المبارک

جاری ہے صفحہ نمبر---6 پر

وغیرہ صحیح وقت اور صحیح مہینے میں ادا کریں اور اس زمین سے اللہ پاک کی رضا کے مطابق فصلیں حاصل کریں اور متقی کہلائیں۔ مذکورہ آیات میں سورج اور چاند کے ساتھ رات اور دن کا بھی ذکر ہے اسکے علاوہ پھلوں میں ان پھلوں کا ذکر ہے جو سال میں صرف ایک ہی فصل آتی ہے اس نقشہ میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ سال کے 12 مہینوں کے نام نزول قرآن سے پہلے مختلف ملکوں اور قوموں میں کیا ہیں جن میں سے فی زمانہ موجود ہیں اور ان مہینوں میں کونسی فصل اور موسم کونسا ہوتا ہے۔

سریانی زبان = 1 نیسان

ایرانی زبان = 1 فروردین

فصل ربیع کی کٹائی کا شروع

12 آذار

12 اسفند

پٹ سن کی کٹائی

ایام صفر بسنت

Hai 12 ہائی

12 پھاگن

12 حوت

2 ایار

2 اردبہشت

عام دوسری فصلیں

Tgu 1 تزو = چائنا

Chou 2

1 چیت = ہندی

2 بیساکھ

افغانی زبان 1 حمل

2 ثور

ربیع الاول

صفر

11 شباط

11 بہمن

موسم سرما کے انجیر

Husu 11

11 ماگھ

11 دلوہ

3 حزیران

3 خرداد

Yin 3

3 جیٹھ

3 جوزہ

10 کانون ثانی

10 دی

Yu 10

10 پوہ

10 جدی

جنوری

4 تموز

4 تیر

Mao 4

4 اساڑھ

4 سرطان

9 کانون اول

9 آذر

Shn 9

9 مگھر

9 قوس

Shin 5

5 ساون

Sou 6

6 بھادوں

6 سنبلہ

Wu 7

7 اسوج

We 8

8 کاتک

دراصل کیلنڈر انسان کی زندگی میں ایک بنیادی ضرورت ہے کیونکہ انسان جس وقت پیدا ہوتا ہے اس وقت سے کیلنڈر کی اہمیت نمایاں طور پر سامنے آتی ہے کیونکہ یہ کیلنڈر ہی کی اہمیت ہے کہ اس بچے کی تاریخ پیدائش کے ساتھ ساتھ ٹائم بھی لکھ لیا جاتا ہے تاکہ دنیا میں اس بچے کی پیدائش کی تاریخ کو بنیاد بنا کر اسکی عمر کا تعین ہو کہ اس انسان کی عمر کتنی ہے بہر حال مذکورہ قوموں اور ملکوں کے علاوہ بھی اور ملکوں اور قوموں کے کیلنڈری مہینوں کے نام جو زمانہ قدیم سے تھے ان میں سے کچھ تو اب بھی باقی ہیں اور کچھ تمدن کی ترقی کے سبب معدوم ہو گئے ان میں سب سے پہلے تمدن مصر اور اس کے کیلنڈر کے بارے میں دیکھتے ہیں کہ تاریخی طور پر کیا ہے۔

جاری ہے صفحہ نمبر---7

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے وہ قوم جس نے اپنے کیلنڈر کی بنیاد شمسی نظام پر رکھی وہ مصری قوم ہے بعض شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ مصری کیلنڈر جس
کی بنیاد شمسی ماہ سال پر رکھی گئی سن عیسوی کے آغاز سے تقریباً 4500 سال پہلے شروع ہوئی اس وقت مصریوں نے اس کا حساب شعریٰ یمانی نام کے سیارے کے صبح صادق کے
آخر وقت تک نظر آنے کے وقت سے لگایا تھا اگر چہ اس مدت کا کوئی تحریری ریکارڈ نہیں ملا کہ قدیم مصری سنہ کا آغاز 4500 ق م میں ہوا تھا لیکن شعریٰ یمانی کے اسی طلوع سے
حساب لگا کر اس کا تعین کرلیا گیا ہے۔اس نقطہ کو سمجھنے کے لئے اس بات کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ شعریٰ یمانی کا ایک دور 365 روز میں پورا ہوتا ہے۔(اس ستارے کا نام سورہ نجم
قرآن میں ہے)اس زمین کا ایک سال بھی 365 روز ہوتا تھا۔مصریوں نے اپنے سال کو 30,30 روز کے بارہ مہینوں میں تقسیم کیا تھا اس طرح بارہ مہینوں کے ایام کی تعداد
360 ہوتی تھی لیکن سال کے 365 دن پورے کرنے کے لئے 5 دن تعطیل کے رکھے گئے تھے جن میں خوشیوں کے جشن منائے جاتے تھے اور ان دنوں کو کسی مہینہ میں شامل نہیں
کیا جاتے تھے۔پانچ دن کے جشن خوشی کے اختتام کو پہنچنے پر سال بھی ختم ہو جاتا تھا اور اسکے بعد نیا سال شروع ہوتا تھا۔اگر چہ مصریوں کو اپنے ابتدائی تمدنی دور ہی میں یہ احساس ہو
گیا تھا کہ ان کا سال شعریٰ یمانی کے دور سے 1/4 چھوٹا ہوتا ہے اس لئے اس کو ہمیشہ موسموں کے مطابق نہیں رکھا جا سکا حالانکہ اس احساس کے باوجود کہ ہمارا
سال 1/4 مگر انہوں نے بھی کبیسہ کو کام میں لا کر شمسی نظام اور موسموں میں مطابقت کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ جو غلطی چار ہزار سال سے چلی آرہی تھی وہ قائم رہی۔البتہ 3 صدی
قبل ق م میں اس غلطی پر سنجیدگی سے توجہ دی۔اور بطلیموس خاندان کے فرمانرواں ایورگیٹس اوّل نے 238 ق م میں یہ اعلان کیا کہ ہر چوتھا سال 366 روز کا ہوا کرے گا۔لیکن
مصر میں بسنے والی بعض قوموں نے جو باپ دادا کے دین کو اپنا دین سمجھتی تھیں۔انھوں نے اس حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کیا، نہ صرف انکار کیا بلکہ ملک میں فساد ہوتا رہا۔اس لئے یہ
حکم نافذ العمل نہ ہوسکا مگر باطل زیادہ دیر نہیں رہتا کچھ ہی عرصہ کے بعد حقیقت پسند لوگوں نے اللہ کے سچے دین کو یعنی موسمی اور شمسی سسٹم کو پہچانا اور ایورگیٹس کا حکم نافذ العمل ہو
گیا۔اور آج تک نافذ العمل ہے گو کہ یہ جہالت آج بھی ہے اور یہ جہالت کی بڑی بڑی اور مہذّب قوموں نے اپنائی ہوئی ہے۔اور یہ پہلے بھی اللہ کو ماننے کا دعوٰی کرتے تھے۔
آج بھی اور ان میں سچے مسلمان لوگ بھی ہوتے تھے۔رہا سوال اس بات کا کہ مصری قوم کو اپنے کیلنڈر کا سال 1/4 چھوٹا ہونے کا احساس آج سے 4.1/4 چار ہزار سال پہلے
ہونے کا؟ تو اس کا جواب موجودہ احرام مصر ہیں ان احرام مصر میں ایک ایسا احرام ہے جو شائد سب سے پرانا ہے اس احرام کی بنیاد کا جو طول اور عرض وہ سب ملا کر 365 ہاتھ ہے اور
اس کے اندر اوپر کی طرف سے ایک سوراخ رکھا گیا تھا شائد اس غرض سے کہ اس سوراخ کی روشنی سے جو احرام کے اندر فرش پر پڑتی تھی اس سے تجربات کر کے مذید کیلنڈر کے
حساب کو صحیح کیا جائے شائد انہیں تجربات سے یہ احساس ہوا تھا۔یہ وہ کیلنڈر ہے جو بابل کے پہلے خاندان کے بادشاہوں نے ان تمام شہروں میں جو براہ راست ان کے ماتحت تھے
رائج کیا اور اہل اشوریہ نے دوسری ہزارویں قبل مسیح میں اپنایا اس کیلنڈر کے مطابعت اس سمیری کلینڈر سے کر لی گئی تھی جو- اُر- کی تیسری سلطنت کے زمانہ میں رائج تھی
تقریباً 3000 ق م۔اس کلینڈر کے مطابق بھی سال 12 مہینوں میں تقسیم تھا اُن 12 مہینوں کے نام یہ ہیں: 1) نسان Nisan 2) ایارو Aiarao 3) سمارو Simarao
4) دواوازو Du-uzu 5) آبو Abu 6) الولو Ululu 7) فشرتیوم Fashratume 8) آرکھسا Arakhsa 9) کسی لیموں Kislimu 10) تیبتی تن
Tebttun 11) شابات Shabat 12) ادارو Addau۔یہ مہینے قمری ہوتے تھے اس لئے کبھی مہینہ 30 دن اور کبھی 29 دن کا ہوتا تھا اور اسی وجہ سے نئے چاند کو دیکھنے
کا خاص اہتمام ہوتا تھا۔مرکزی حکومت کے مرکزی شہر کے اُونچے مقام پر حکومت کے افسران بیٹھ کر چاند ہونے یا نہ ہونے کا اعلان کرتے تھے اور چاند نظر آنے کی صورت میں باقی
شہروں اور علاقوں میں خبر پہنچا دی جاتی تھی کہ کل فلاں مہینہ کی پہلی تاریخ ہے۔اس طرح سے کلینڈر کے نظام کی دیکھ بھال حکومت کے مقرر کردہ افسران کیا کرتے تھے۔لیکن مصری
تمدن کا اثر یہاں بھی تھا کیونکہ یہ قمری کلینڈر اور شمسی کلینڈر سے مطابقت نہیں رکھتا تھا کیونکہ یہاں کا مذہب بت پرستی تھا اس کی دلیل اس کلینڈر کے تیسرے مہینے کے نام
(سامارو) ہے یہ سامری نسل کے بادشاہ سے منسوب کیا گیا یہودیوں کی ایسری کے بعد اور یہودیوں کی ایسری سے پہلے اس مہینے کا کوئی اور نام تھا اسکے علاوہ نوٹ (آشوریہ) خطہ
حجاز کا پرانا نام جو حضرت ابراہیم علیہ سلام سے بھی پہلے تھا۔اس کلینڈر میں شمسی مہینوں کے نام بھی ہیں۔مثلاً 5 پانچواں مہینہ (آبو) ہے یعنی برسات کا مہینہ۔آبو سے مراد
ہے۔آب اور فارسی میں آب پانی کو کہتے ہیں اور یہودی کلینڈر میں بھی پانچویں مہینہ کا نام آب ہے اور سریانی زبان کے کلینڈر میں بھی پانچواں مہینہ آب کے نام سے منسوب ہے اور
چونکہ ہندو مذہب بھی تقریباً 5 ہزار سال پرانہ ہے اس میں پانچواں مہینہ ساون کا ہے یعنی برسات کا لہذا بابلی اور اشوری قوم نے بھی اپنے قمری کلینڈر کو شمسی کلینڈر کے ساتھ ساتھ
کیلئے جب انہوں نے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ہمارا قمری کلینڈر شمسی کلینڈر سے آگے بھاگ رہا ہے اور ہر 3 سال بعد ایک شمسی مہینہ آگے ہو جاتا ہے انہوں

جاری ہے صفحہ نمبر---8 پر

نے اس کا یہ حل نکالا کہ انہوں نے شمسی مہینوں کو حلیل بنایا اور جس شمسی مہینہ میں چاند نظر آتا اس چاند کو اسی مہینے سے منسوب کر دیتے اور سال کے 365 دنوں میں اگر چاند کے 13 مہینے ہوتے تو اس ایک فالتو مہینے کو اسی سال میں ضم کر دیتے اور وہ اس تیرویں مہینے کو گنتی میں نہیں لاتے تھے اور شمسی سال کے پہلے مہینے میں جو چاند نظر آتا تھا اسکو وہ پہلا گنتے تھے اور یہی نظام دنیا کی ان سب قوموں اور مذہبوں نے آج تک قائم رکھا ہوا ہے جو چاند کے کلینڈر کو ترجیح دیتا ہے۔اس کلینڈر میں شمسی مہینوں کے نام بھی ہیں مثلاً 5 پانچواں مہینہ آبو ہے یعنی برسات کا مہینہ،آبو سے مراد ہے(آب)اور فارسی میں آب پانی کو کہتے ہیں اور یہودی کلینڈر میں بھی پانچویں مہینے کا نام آب ہے اور سریانی زبان کے کلینڈر میں بھی پانچواں مہینہ آب کے نام سے منسوب ہے اور چونکہ ہندو مذہب بھی تقریباً 5 ہزار سال پرانا مذہب ہے اس میں بھی پانچواں مہینہ ساون کا ہے یعنی برسات کا،لہذ بابلی اور اشوری قوم نے بھی اپنے قمری کلینڈر کو شمسی کلینڈر کے ساتھ ساتھ رکھنے کیلئے انھوں نے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ہمارا قمری کلینڈر شمسی کلینڈر سے آگے بھاگ رہا ہے اور ہر 3 سال بعد ایک شمسی مہینہ آگے ہو جاتا ہے۔انھوں نے اس کا یہ حل نکالا کہ انھوں نے شمسی مہینوں کو دلیل بنایا اور جس شمسی مہینے میں چاند نظر آتا اس چاند کو اسی مہینہ سے منسوب کر دیتے اور سال کے 365 دنوں میں اگر چاند کے 13 مہینے ہوتے تو اس ایک فالتو مہینے کو اسی سال میں ضم کر دیتے اور وہ اس 13 تیرویں مہینے کو گنتی میں نہیں لاتے تھے اور شمسی سال کے پہلے مہینے میں جو چاند نظر آتا تھا اس کو وہ پہلا گنتے تھے اور یہی نظام دنیا کی ان سب قوموں نے اور مذاہب نے آج تک قائم رکھا ہوا ہے جو چاند کے کلینڈر کو ترجیح دیتے ہیں۔

﴿ قرآنِ قریم کی سورہ یونس کی آیت 8,7,6,5 ﴾

﴿ وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منوّر بنایا،انکی منزلیں مقرر کر دیں تا کہ تم انِ منزلوں سے اپنے سال کا تعین کرو اور اپنی زندگی کے برسوں اور سالوں کا شمار اور حساب معلوم کرو۔یہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔بالکل حق بنایا ہے سمجھنے اور جاننے والوں کے لئے وہ اپنی نشانیاں تفصیل سے بیان کرتا ہے۔رات اور دن کے آنے جانے میں اور جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان میں خلق کیا ہے ان سب میں متقی لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں۔جن لوگوں نے ہم سے نہ رجوع کیا اور نہ ملاقات کی اور اپنی دنیوی زندگی سے راضی اور مطمئن رہے اور ہماری نشانیوں سے غفلت برتتے رہے۔یہی وہ لوگ ہیں جو اس کمائی کے سبب آگ میں ڈالے جائیں گے۔ ﴾

ہدایت اور استدلال:

قرآنِ کریم کی ان آیت پر غور وفکر کریں گے تو شاید کچھ نہ کچھ ہماری سمجھ میں آجائے ورنہ عقیدۃً اپنے آپ کو فخریہ مسلمان کہنا یا جتانا بالکل اس جعلی پولیس والے کی مانند ہے جو پولیس والے جعلی وردی،جعلی کارڈ اور جعلی بیلٹ نمبر دکھا کر لوگوں کو لوٹتا رہتا ہے اور لوگ اسکی اسی طرح سے عزّت کرتے ہیں جس طرح ایک حقیقی پولیس والے کی عزت لوگوں کی نظر میں ہوتی ہے۔مگر جب انہی لوگوں میں غور وفکر کرنے والے لوگ اس جعلی پولیس والے کی انوسٹیگیشن کرتے ہیں اور وہ جعلی پولیس والے کی تھانے میں رپورٹ کرتے ہیں تو اصلی پولیس والے اس کو پکڑ کر لے جاتے ہیں اور پھر اس جعلی پولیس والے کا حقیقی پولیس والے کیا حال کرتے ہیں یہ سب جانتے ہیں۔اگر سب نہیں جانتے تو کم سے کم جعلی پولیس والا تو جانتا ہی ہوگا،اور بات یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ اس چکر اور عذاب میں وہ لوگ بھی آتے ہیں جو انجانے میں اس جعلی پولیس والے کا ساتھ دیتے رہے۔یاد رکھیئے یہی حال جعلی مسلمان،جعلی مومن،جعلی عالم کا ہوتا ہے،فرق صرف یہ ہے کہ مملکت کی پولیس میں بھی مقامی لوگ ہوتے ہیں اور اللہ کو ماننے والے اور اللہ کی ماننے والے لوگ بھی جو اللہ کے مسلم اور اللہ کی پولیس کا کردار ادا کرنے والے بھی مقامی ہی ہوتے ہیں۔اور یہ فرق جاننا بہت ضروری ہے کیونکہ اس تھانہ کچہری میں تاریخیں زیادہ پڑتی رہتی ہیں اور تاریخوں کا تعلق کلینڈر سے ہے۔کلینڈر اگر صحیح ہے تو تاریخیں بھی صحیح ہونگی اور فیصلہ بھی صحیح ہوگا اور اگر تاریخیں غلط ہونگی تو فیصلہ بھی غلط ہوگا یہ مثال استدلالاً دی گئی ہے اور بات بھی اللہ کی آیت سے ہدایت اور استدلال لینے کی ہے سورہ یونس کی مذکورہ آیت میں متقی لوگوں کے لئے سب سے پہلے تو یہ ہدایت ہے کہ انسان ہوش وحواس میں ہو کر اپنے وجود اور اپنی نشو ونما پر غور

جاری ہے صفحہ نمبر۔۔۔9 پر

کرے کہ میں کون ہوں اور مجھے بنانے والا کون ہے۔میری حیات کے لئے کن کن چیزوں کی ضرورت ہے اوران چیزوں کوکون فراہم کرتا ہے اوران کا کیا انتظام ہے اوران کا کون نتظام کرتا ہے ان سب کا جواب ہے کہ یہ انتظام اللہ تعالیٰ ہی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں یعنی ان سب کاموں میں اللہ نے کسی کی مدد نہیں لی اور نہ ہی اس ساری کائنات کا سوائے اللہ کے کوئی مالک ہے وہی مالک اپنے ماننے والوں کو ہدایت دیتا ہے کہ ہوش میں آؤ اور دیکھو ہم نے آسمان میں سورج بنایا ہے اور ایک چاند بنایا ہے سورج کو ہم دن کے اجالے کی دلیل بنایا ہے، چاند کو رات کی تاریکی میں یکا کر رات کی دلیل بنایا ہے اور سال اور مہینہ اور ہفتوں اور روز کا حساب جان سکو۔ان کے سسٹم کو سمجھنے کیلئے ہم نے انکی منزلیں مقرر کر کے آسان کر دیا تا کہ جو کوئی غور وفکر کرنے والا ہے اسے علم حاصل ہو۔ویسے تو دنیا میں علم حاصل کرنے والے گزر رہے ہیں اور وہ اپنی اور آنے والی قوموں کے لئے بیش بہا قیمتی مشاہدے اور تجربے تحریری شکل میں چھوڑ کر گئے ہیں اور وہ دنیا کی مختلف لائبریریوں میں محفوظ ہیں انہی کے تجربوں اور مشاہدوں کولوگوں نے اپنایا اور کلینڈر کے معاملے میں تو خاص طور سے کیونکہ یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ اس دنیا کی پوری زمین کو 3 حصوں میں جغرافیائی طور پر تقسیم کیا ہوا ہے اور ان حصوں کو 1) ایشیا 2) وسطی 3) یورپ کا نام دیا گیا ہے اور قرآن کریم نے بھی سورہ بقرہ کی آیت نمبر 142-143 میں زمین کے تین زون بتائے اور آیت میں مشرق، مغرب اور وسطی کے الفاظ دیئے گئے ہیں اور شاید اس زمین کے گرد گھومنے والا چاند بھی ان تین جغرافیائی حدوں کی تائید کرتا ہے۔وہ ایسے کہ چاند سب سے پہلے چاند یورپ میں نظر آتا ہے، پھر وسطی میں نظر آتا ہے اور اسکے بعد ایشیا میں نظر آتا ہے یعنی یورپ میں چاند کی پہلی تاریخ ہوتی ہے وسطی میں 29 یا 30 ہوتی ہے اور ایشیا میں 28 یا 29 تاریخ ہوتی ہے مثال کے طور پر سعودی عرب میں چاند جس روز نظر آتا ہے اسکے دوسرے دن پاکستان اور انڈیا میں نظر آتا ہے۔جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ سورج مشرق سے نکلتا ہے اور مغرب میں غروب ہوتا ہے اور چاند مغرب سے نکلتا ہے اور مشرق میں غروب ہوتا ہے نیز جیسا کہ ماہر فلکیات نے ہر گول دائرے کو 360 ڈگری کا پیمائشی نام دیا ہے جو آج تک ریاضی کے مضمون میں مستعمل ہے شاید ماہر فلکیات نے چاند سورج اور زمین کے مدار اور انکی گردش کو بنیاد بنا کر یہ حساب لگایا ہے کہ جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے اور چاند زمین کے گرد سفر کرتا ہے۔زمین اپنے مدار میں 24 گھنٹے میں کچھ پوائنٹ کم ایک ڈگری سفر کرتی ہے اور سورج اپنے مدار میں سفر کرتا ہے اور چاند کبھی 30 اور کبھی 29 روز میں 24 گھنٹے میں کم وبیش 12 ڈگری سفر کرتا ہے اسلئے چاند کبھی 30 اور کبھی 29 روز میں 360 ڈگری سفر کر لیتا ہے۔چونکہ زمین کچھ پوائنٹ کم ایک ڈگری سفر کرتی ہے اسلئے اس کو 365 روز سورج کے گرد پورا ایک چکر لگانے میں لگتے ہیں یہ ہے وہ استدلال جو ہمارے بزرگ ماہر فلکیات نے اعداد وشمار کی صورت میں چاند سورج اور زمین کے گردش کے پیمانے مقرر کیئے اور اللہ کی ان آیات کی اس طرح تشریحات کی ہیں، جو آج تک نافذ العمل ہیں کیونکہ اللہ پاک نے چاند سورج کو اور زمین آسمان کو اپنی آیات فرمانے کے بعد ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ ان آیات میں بھی ہماری آیات ہیں اور سورہ یونس کی مذکورہ آیات میں رات اور دن کو بھی اپنی آیات کہا اور یہ بھی کہا کہ ان آیات میں بھی ہماری آیات ہیں کیونکہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے آنا اور جانا جب اللہ کے بندوں نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے آگے پیچھے آتے جاتے دیکھا تو غور وفکر کیا تو پتہ چلا کہ رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے تقریباً ایک ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتے ہیں اور قیامت کے دن تک چلتے رہیں گے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فاصلوں کو ناپنے کا ذریعہ بھی میژرمینٹ کے ساتھ ساتھ وقت بھی اہم ہے یاد رہے کہ ایک سیکنڈ کی اکائی ایک لمحہ ہوتی ہے اور ایک سیکنڈ ایک منٹ کی اکائی ہوتا ہے اور ایک منٹ ایک گھنٹہ کی اکائی ہوتا ہے اور ایک گھنٹہ ایک روز کی اکائی ہوتا ہے اور ایک روز ایک مہینہ کی اکائی ہوتا ہے اور ایک مہینہ ایک سال کی اکائی ہوتا ہے اور ایک سال ایک صدی کی اکائی ہوتا ہے اور ایک صدی ایک ہزار صدیوں کی اکائی ہوتی ہے اور یہ سب وقت کی بدولت ہوتا ہے کیونکہ وقت نے لمحہ کو جنم دیا اور لمحہ نے وقت کے سارے پیمانوں کو جنم دیکر وقت کی اہمیت اور پہچان کرائی اور وقت کو اللہ پاک نے ایجاد کر کے اپنی پہچان کرائی مگر افسوس کہ انسان نے وقت کی قدر نہیں کی اور نہ کرتا ہے، یا یوں کہیے کہ اس نے وقت کو نہ پہچانا اس لئے انسان نے اللہ کو بھی نہ پہچانا کیونکہ اللہ کو ماننا اور بات ہے اور اللہ کو پہچاننا اور بات ہے کیونکہ اللہ کو بغیر غور وفکر کے ماننا کوئی ماننا نہیں ہوتا۔مذکورہ دلائل کی روشنی میں کلینڈر کے حوالے سے یہ بات صاف ہو جاتی کہ زمین کا قدرتی سال شمسی نظام سے زمین پر آنیوالی نباتاتی اور درختوں کی فصلوں اور موسموں پر مبنی ہوتا ہے۔اس بات کی دلیل میں قرآن کریم کی ایک دو آیات کا حوالہ دیا جاتا ہے اور وہ حوالہ ہے سورہ یوسف کی آیت 47-46 سے جس کا ترجمہ ہے: (قیدی نے کہا) اس نے جا کر کہا اے یوسف! اے سراپا راستی مجھے اس خواب کا مطلب بتائیں کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں، اور سات شاخیں ہری ہیں اور سات سوکھی ہیں۔اور میں تیری بتائی ہوئی تعبیر ان لوگوں کو بتاؤں اور وہ جان لیں کہ کیا ہونے والا ہے۔اسکے بعد یوسف نے کہا کہ تم لوگ سات سال تک فصلیں اگاؤ گے۔اس کے بعد سات سال تک قحط رہے گا اور تم کوئی فصل نہیں لے سکو گے۔لیکن اب سے جو فصلیں تم کاٹو ان میں سے وہ حصہ جو تمہاری خوراک کے

جاری ہے صفحہ نمبر---10 پر

ظام آئے بس وہی اس میں سے لینا، باقی کو اسکی شاخوں ہی میں رہنے دینا۔ اس طرح تم غلہ بچا سکو گے ان قحط شدہ سات سالوں کے لئے۔ کیونکہ قحط جب پڑتا ہے تو زمین کوئی صل نہیں دیتی اور جو کچھ تم بچا لو گے وہ ان سالوں میں چین سے کھا لو گے۔ اس کے بعد پھر ایک سال آئیگا جس میں لوگوں کی فریاد رسی کی جائیگی اور لوگ اس میں رس نچوڑیں گے۔ سورہ یوسف کی مذکورہ آیات کے مفہوم سے بھی یہ بات صاف ظاہر ہے کہ آج سے تین یا چار ہزار سال پہلے بھی لوگ فصلوں اور موسموں ہی کو سال کی بنیاد بناتے تھے اور اس ہی رح دنیا کی ہر قوم نے اپنے ماہ سال کا کلینڈر بنایا ہے۔ ویسے بھی اللہ کی اس زمین پر چاند اور سورج کے دو الگ الگ نظام کے کلینڈر نہیں چل سکتے کیونکہ اللہ کی زمین پر اگر دو کلینڈر کے الگ الگ نظام چلیں گے تو ان میں سے ایک نظام سچا ہوگا اور ایک جھوٹا ہوگا یعنی ایک حق ہوگا اور دوسرا باطل ہوگا۔ جو کلینڈر متقی لوگ تشکیل دیں گے وہ قدرت کے بنائے ہوئے شمسی نظام کی فطرت کے مطابق بنائیں گے جو کہ فصلوں اور موسموں کے مطابق ہوگا اور اس کلینڈر کو دنیا کی ساری قومیں اپنائیں گی کیونکہ اس پر ہر قوم اعتماد کرتے ہوئے اسے اپنی ندگی میں نافذ العمل رکھے گی۔ یہ اس لئے ہوگا کہ وہ کلینڈر صحیح ہے اور سچا ہے اور فطرت کے مطابق ہے اسکے برعکس جو کلینڈر دنیا کی قوموں میں نافذ اور عمل میں نہیں ہو سکتا اور وہ پنے معیاری اعتبار سے فطرت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا وہ باطل ہے کیونکہ صرف چاند کے بارہ مہینے گن کر سال کہنا قرآن کریم کی سورہ یونس کی آیت 5-6-7 کی توہین کرنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اللہ نے ان آیات میں صاف طور پر کہا ہے کہ ہم نے چاند کی منزلیں مقرر کر دیں ہیں یعنی شمسی سال جب پورا ہو تو چاند کی منزل کاؤنٹ کی جائے، پھر دوسرا سال شمسی ہو تو پھر چاند کی منزل کاؤنٹ ہو، پھر تیسرا سال شمسی ہو تو پھر چاند کی منزل کاؤنٹ ہو تو پتہ چل جائے گا شمسی سال چاند کی کون کون سی منزلوں پر پورا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ شمسی سال 365 روز کا ہوتا ہے اور قمری سال 355 روز کا سال ہوتا ہے۔ لہذا چاند کے سال کو الگ کرنے کی بجائے اسے شمسی سال کے ساتھ ہم آہنگ کر دیا جائے تو ہم قرآن کے ماننے اور اس پر عمل کرنے والے بن جائیں گے اور متقی بھی کہلائیں گے، اور وہ ایسے کہ فرض کریں کہ پوری دنیا میں 31 دسمبر کا روز سال کا آخری روز وتا ہے اور اس رات چاند کی پہلی تاریخ ہے، لہذا یہ رات جنوری کی پہلی تاریخ کی ہے جب یہ سال ختم ہوگا یعنی دوبارہ 31 دسمبر آئے گا تو چاند کی 10 تاریخ کی رات ہوگی اسکے عد پھر تیسری مرتبہ جب 31 دسمبر آئیگا تو چاند کی 20 تاریخ کی رات ہوگی۔ اسکے بعد پھر چوتھی مرتبہ 31 دسمبر آئیگا تو پھر اس روز کی رات کو چاند کی پہلی تاریخ ہوگی۔ اس طرح ہر سال کی آخری تاریخ پر چاند اپنی اگلی دسویں روز کی منزل پر ہوگا اس وضاحت کو قرآن نے کہا ہے کہ ہم نے چاند کی منزلیں مقرر کر دیں ہیں تا کہ تم اپنے ماہ و سال کا تعین کرو۔ لہذا جب ہم دنیا کی دوسری قوموں یا دنیا کے دوسرے ملکوں کے کلینڈر میں مہینوں کے نام دیکھتے ہیں تو ان مہینوں کے نام کے معنوں سے صاف ظاہر ہے کہ یہ موسمی اور فصلوں پر مبنی ہیں۔

مثال کے طور پر ہم اسلامی مہینوں کے نام کے معنی لکھتے ہیں:

1) محرم = یعنی احترام والا مہینہ

2) صفر = زرد موسم کا مہینہ جسے ہندی میں بسنت کا مہینہ یا پیلی سرسوں کا مہینہ بھی کہتے ہیں

3) ربیع الاول = فصل ربیع یعنی بہار کا موسم اور گندم کی فصل کی کٹائی کا شروع

4) ربیع ثانی = یعنی بہار کی دوسری فصلیں مثلاً دالیں اور سالانہ سنہری پھل وغیرہ

5) جمادی الاول = جمادی یعنی ساکت بے جان یعنی کوئی فصل نہیں کا پہلا مہینہ ۔

6) جمادی ثانی = بغیر کسی بڑی فصل کا دوسرا مہینہ یعنی خزاں کے

7) رجب = ایسا موسم جو کھجوروں کی فصل کیلئے بہت سخت ہوتا ہے، اسلئے جن لوگوں کے کھجوروں کے باغ ہوتے ہیں اس موسم میں وہ لوگ کھجور کے گچھوں کو ڈھانپ کے رکھتے ہیں یا کوئی اور احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہیں کیونکہ اس مہینہ میں اکثر بارش بھی ہوتی ہے جس سے کھجور کی فصل کو نقصان بھی ہو سکتا ہے

8) شعبان = موسم کا بدلنا یعنی برسات کے موسم کا ختم ہونا اور کھلی اور روشن راتیں آنا۔

9) رمضان = گرمی = ایسا گرم موسم جس میں دن گرم اور رات ٹھنڈی یعنی یہ وہ مہینہ ہوتا ہے جس میں رات اور دن کا وقت برابر ہوتا ہے یعنی اعتدال پر رات اور دن کی قدر برابر ہوتی ہے یعنی بارہ گھنٹہ کا دن اور بارہ گھنٹہ کی رات اس لئے اس کو لیل القدر کہا گیا کہ یہ سال میں صرف ایک رات آتی ہے اور اسے میزان کا مہینہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں لیل اور نہار برابر ہوتے ہیں۔

جاری ہے صفحہ نمبر---11 پر